جناب بشیر احمد فلائٹ لفٹیننٹ (ریٹائرڈ)

عالم اسلام

البانیہ کے مسلمانوں نے
تیس سال کے بعد اذان کی آواز سنی

کینیڈا سے شائع ہونے والے اسلامی تحریک کے ایک ہفتہ وار انگریزی جریدے "کریسنٹ انٹرنیشنل" نے ایک اہم خبر شائع کی ہے اس کے مطابق البانیہ کی فضاؤں میں تقریباً تین دہائیوں کے بعد نماز کے لئے بلاوے (اذان) کی آواز گونج اٹھی۔ تیس سال پہلے کی بات ہے جب آنجہانی ڈکٹیٹر انور ہوکسا نے البانیہ میں تمام مساجد کو مقفل کر دیا۔ اسی ڈکٹیٹر کے حکم سے تمام مذہبی ادارے بھی ۱۹۶۷ء میں بند کر دیے گئے۔ آنجہانی انور ہوکسا نے اعلان کر دیا کہ البانیہ کی سب سے پہلی بے خدا اور لادین ریاست ہے اسی کے ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا کہ مذہبی عبادات قابل سزا جرائم ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ دوسری جنگ عظیم تک البانیہ ایک مسلمان ریاست تھی جس کا آخری مسلمان حکمران شاہ زاگ تھا۔

البانیہ کو آج بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ واحد مسلمان یورپی ریاست ہے جس کی ۳٫۲ ملین آبادی میں ستر فیصد مسلمان اکثریت ہے۔ پچھلے سال مئی میں جب البانیہ کی پارلیمنٹ نے معمولی سی قانونی، عدالتی اور اقتصادی آزادیوں کی منظوری دے دی تو اس کے ساتھ ہی معمولی درجے کی مذہبی آزادی بھی دے دی گئی۔

کیا کہئے! پیاسے کے لئے شبنم کے چند قطرے بھی متاع عزیز ہیں۔ محدود مذہبی آزادی کے بہانے ایک پاکستانی تبلیغی جماعت کو بھی البانیہ کے اندر قدم رکھنے کی اجازت بالآخر مل ہی گئی۔ گذشتہ اکتوبر میں صرف گیارہ دن کیلئے۔ ان گیارہ دنوں میں جماعت کو بغیر کسی حکومتی رکاوٹ کے چند ہی مساجد میں نماز پڑھنے کی سعادت ملی۔ یہ معمولی سی مذہبی رواداری اس بات کی علامت ہے کہ البانوی حکومت یورپ کی اس آخری سٹالنسٹ ریاست سے فاشزم کی مہیب پرچھائیوں کو شاید مٹانا چاہتی ہے۔

پاکستانی تبلیغی جماعت صرف پانچ افراد پر مشتمل ہے جن میں ایک وکیل، ایک ڈاکٹر اور ایک سکول ٹیچر بھی ہے دعوت و تبلیغ کے مقصد سے یہ جماعت جنوبی یورپ کے ممالک یونان، یوگوسلاویہ اور کئی دوسرے ملکوں کے دورے پر ہے۔

عجیب سی بات ہے کہ البانیہ کے ڈکٹیٹر انور ہوکسا کے ظلم و استبداد کا سورج چالیس سال کے اقتدار کے بعد ۱۹۸۵ء میں ان کی موت پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ لیکن مسلمانوں کے ساتھ اس کی بے رحمی کے رویے کی حدت آج بھی بغیر کسی تخفیف کے البانیہ کی فضاؤں میں موجود ہے۔ صدر میز ایلیا جو کہ انور ہوکسا کا جانشین ہے نے اس یگانہ روزگار سٹالنسٹ ریاست کے دروازے اگرچہ بیرونی تاجروں، اخباری نمائندوں اور سیاحوں کے لئے کھول دئیے ہیں لیکن مذہبی رہنماؤں کے لئے البانوی حکومت کا رویہ اب بھی متعصبانہ ہے۔

ہم قارئین کو البانیہ کے ماضی میں جھانکنے کی تھوڑی سی زحمت دیں گے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ ۱۹۴۵ء میں البانیہ کمیونزم کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوب گیا۔ اسی وقت سے مذہبی شخصیتوں اور مذہبی اداروں کو ظلم اور استبداد کے پنجوں میں دبوچا گیا۔ ۱۹۶۷ء میں یہ ظلم و استبداد اپنے نقطۂ عروج تک پہنچ گیا۔ مقامی حکومت کو بھی اجازت دی گئی کہ وہ کسی بھی قسم کی مذہبی جائیداد کو ضبط کرنے کی مجاز ہے۔ جس کا اولین ہدف مسلمانوں کی مسجدیں تھیں۔ اسی پالیسی پر عمل درآمد حکومت کی درندگی کی بدنام ترین مثال ہے۔

پچھلے ہی سال کی بات ہے کہ البانیہ کے نائب وزیر خارجہ محمد کلپانی نے اسلام کے خلاف زہر افشانی سے پھر فضا کو مسموم کر دیا۔ اس نے اعلان کیا کہ اسلام انسانی معاشرے کے جسم میں مہلک جراثیم کی حیثیت رکھتا ہے جس کے لیے اس نے ایران اور لبنان کی مثالیں پیش کیں۔ امسال مذہبی پابندی میں تھوڑی سی ڈھیل دینے کی رہی سہی امید پر بھی پانی پھر گیا۔

البانیہ اکیڈیمی اینڈ سائنس کے چیئرمین پروفیسر ایلیک بودا نے اعلان کیا کہ لادینیت ہی ایک حقیقت پسندانہ طرز حیات ہے۔ پروفیسر مذکور نے یہ بھی کہا کہ مساجد کو اس لئے مقفل کیا ہے کہ یہ زندگی کے راستے کا ایک بے فائدہ خاردار درخت ہے۔ پروفیسر مذکور جو کہ عیسائی ہے کا یہ دعویٰ البانیہ کے مشہور گیانی پاشا واسا کے نظریات کی صدائے بازگشت ہے۔ پاشا واسا بھی ایک کیتھولک عیسائی تھا جس نے ۱۸۷۸ء میں اپنے نظریات لوگوں کے سامنے پیش کئے۔ اس نے بتایا کہ گرجوں اور مسجدوں کو خیر باد کہہ دو۔ پادریوں کے وعظ مت سنو۔ ہوکساؤں (علمائے اسلام) کی تقریروں پر کان نہ دھرو۔ ان ساری باتوں کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں بزدل اور ڈرپوک بنا دیا جائے۔ البانیہ کا مذہب البانوی قومیت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

محترم قارئین! ان بے رحم حالات کی موجودگی میں یہ اندازہ لگانا آسان نہیں کہ "ریسینٹ انٹرنیشنل" کے اس نامہ نگار کو کتنی مشکلات میں پھنس کر تبلیغی جماعت کے دو بھائیوں سے انٹرویو کا موقع مل گیا۔ تبلیغی جماعت کے یہ دو افراد کسی بھی قسم کے انٹرویو دینے کے لئے تیار نہیں تھے۔ ان دو حضرات نے اس بات پر زور دیا کہ وہ کسی بھی قسم کا نام و نمود اور شہرت سے بچنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ ان کی غریب الوطنی اور گمنامی ہی ان

کے کام کی روح رواں ہے۔ وہ یہ کام صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے کرتے ہیں۔ اور ان کو کسی بھی قسم کی ذاتی پبلسٹی سے احتراز ہے۔

ایتھنز (یونان) میں واقع البانوی سفارت خانے کی کوشش رہی کہ اس جماعت کے البانیہ کے دورہ کرنے کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ سفارت خانے نے مطالبہ کیا کہ فی کس روزانہ ایک سو بیس ڈالر کے حساب سے ویزا کے لئے رقم داخل کرنا ہوگی۔ حالاں کہ ویزے کا عام نرخ ۲۵، امریکی ڈالر ہے جس میں ایتھنز سے ٹیرانا (البانوی دارالحکومت) تک آنا جانا۔ قیام و طعام اور البانیہ کی سیاحت بھی شامل ہے۔ جب جماعت نے ایک سو بیس امریکی ڈالر فی کس روزانہ ادا کرنے پر رضامندی ظاہر کی تو انہیں صرف گیارہ دن کا ویزا ملا۔

پاکستانی روایتی لباس شلوار قمیص میں ملبوس، جماعت البانیہ میں جہاں جہاں گئی وہاں وہاں لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی۔ اسلام کے مبلغین کی یہ جماعت دارالحکومت ٹیرانا اور دوسرے قصبوں کی گلیوں اور بازاروں میں گشت کرتے پیدل گزرتے گئے۔ وہ لوگوں کو اسلام کا عالمگیر پیغام امن یعنی اسلامی طریقہ تہنیت السلام علیکم پیش کرتے رہے۔ البانیہ کے باشندے جماعت والوں کی طرف اشارے کرتے اور کہتے رہے "مسلمان، مسلمان" اکثر البانوی لوگ ان کے سامنے آکر فخر سے کہتے "ہم مسلمان ہیں"۔

دارالحکومت ٹیرانا میں جماعت والوں کے لئے ایک مسجد کھول دی گئی پورے تیس سال بعد وہاں اذان دی گئی اور نماز پڑھی گئی۔ سینکڑوں البانی مسجد کے اردگرد جمع ہو گئے اور بہت دلچسپی سے جماعت والوں کے اعمال کا مشاہدہ کیا ـــ اشک بار آنکھوں کے ساتھ ایک خاتون آگے بڑھی اور جماعت والوں کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا لیکن جماعت والوں نے نقدی قبول کرنے سے عذر کیا جس کو اس خاتون نے صحن مسجد میں رکھ دیا۔ جماعت والوں کو البانوی مسلمانوں سے رابطہ قائم کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ البانیہ کے معدودے چند افراد انگریزی سمجھتے ہیں۔

جماعت والوں کو یہ معلوم ہوا کہ بڑی عمر کے لوگ اسلامی عبادات ادا کر سکتے ہیں اور گھروں کے اندر چھپ کر نماز پڑھتے ہیں لیکن نوجوان نسل اسلام سے کلی طور پر بیگانہ ہے۔ دیکھا گیا کہ البانوی نوجوان جماعت والوں کے معمولات کا دلچسپی سے مشاہدہ کرتے رہے لیکن ساتھ ہی وہ ان سے خوف بھی محسوس کرتے رہے یہاں تک کہ جماعت والوں کے ساتھ بات کرنا بھی ان کے نفسیاتی ہیجان کا باعث بن رہا تھا۔

معزز قارئین! جب آپ ان سطور کو پڑھ رہے ہوں گے اس وقت بھی اکثر مساجد بند پڑی ہوں گی اور جن مساجد کو عجائب خانوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے آپ کو یہ رپورٹ پہنچنے پر بھی وہ مساجد عجائب خانے ہی ہوں گے باقی مسجدیں شکستہ اور ویران پڑی ہوں گی۔ لیکن مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر مسلمان آج بھی اپنے اصل کام یعنی دعوت الی اللہ اور دعوت تبلیغ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں تو بہت سے سومنات روزانہ گر کر مساجد میں تبدیل ہوتے رہیں گے۔